ISLAMIC FIQH ACADEMY INDIA
اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا

انتیسواں فقہی سمینار

منعقدہ: ۲۳-۲۴/صفر ۱۴۴۳ھ مطابق ۱-۲/اکتوبر ۲۰۲۱ء، المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد

- ☆ باغات میں پھلوں کی خرید وفروخت
- ☆ خواتین کا محرم کے بغیر سفر
- ☆ رؤیت ہلال سے متعلق چند اہم مسائل
- ☆ سدّ ذریعہ- ایک اہم اصول

سوالنامہ:

باغات میں پھلوں کی خرید وفروخت

انسان کی غذائی ضرورتوں میں سے ایک پھل ہیں، اللہ تعالی نے مختلف پھلوں میں جو الگ الگ ذائقے رکھتے ہیں، وہیں انسانی جسم کی ضرورتوں کے لحاظ سے الگ الگ صلاحیتیں بھی رکھی ہیں، کسی میں فولاد ہے تو کسی میں کیلشیم، اور کسی میں کلوز وغیرہ، بلکہ پھل چونکہ عام طور پر کسی ملاوٹ کے بغیر اسی طرح کھائے جاتے ہیں، جیسے اللہ تعالی نے ان کو وجود بخشا ہے، اس لئے ان کا کھانا بمقابلہ ان غذاؤں کے زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے جس میں تیل اور مسالہ وغیرہ کی آمیزش کی جاتی ہے، زیادہ تر پھلوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کو تازہ بہ تازہ استعمال کرنا ہوتا ہے، وہ دیر پا نہیں ہوتے، اور اپنی فطرت کے اعتبار سے ان کو ذخیرہ کرکے ایک مدت کے لئے رکھا نہیں جا سکتا، اگر چہ آج کل کولڈ اسٹوریج کے ذریعہ پھلوں کو دیر تک باقی رکھنے کی سعی کی جا رہی ہے، لیکن جو لذت اور نافعیت ایک تازہ پھل میں پائی جاتی ہے، اس طرح بتکلف اسٹور کئے جانے والے پھلوں میں وہ کیفیت نہیں پائی جاتی ہے۔

چونکہ پھلوں کو نہ درخت پر طویل مدت کے لئے چھوڑا جا سکتا ہے اور نہ توڑ کر طویل عرصہ کے لئے رکھا جا سکتا ہے، اس لئے باغات کے مالکان پھل آنے کے بعد یا پھل آنے سے پہلے انہیں فروخت کر دیتے ہیں، ایک طرف اس کا رواج نہ صرف ملک بلکہ پوری دنیا میں عام ہے، دوسری طرف شریعت کی واضح ہدایت ہے کہ جب تک کوئی شئ وجود میں نہ آجائے اسے فروخت نہیں کیا جا سکتا، اس سے صرف استصناع اور سلم مستثنی ہیں، لیکن بظاہر یہ صورت نہ بیع سلم کے دائرہ میں آتی ہے اور نہ استصناع میں، سلم میں مسلم فیہ کی مقدار اور اس کی حوالگی کے وقت کا پوری طرح متعین ہونا ضروری ہے، اور استصناع ایسی چیزوں میں ہوتا ہے جس میں انسانی صنعت کا دخل ہو، اور مبیع پوری طرح متعین ہو، جبکہ یہ شرطیں باغات کی خرید وفروخت میں نہیں پائی جاتیں، چنانچہ خود حدیث میں پھلوں کی اس طرح خرید وفروخت کے بارے میں عدم جواز کا اشارہ موجود ہے۔

اس پس منظر میں درج ذیل سوالات پیش خدمت ہیں:

۱- حدیث میں جو بیع معاومہ سے منع فرمایا گیا ہے، اس کا مصداق کیا ہے؟

۲- درخت پر لگے ہوئے پھلوں کی بیع کے جواز اور عدم جواز کے سلسلہ میں ائمہ اربعہ کے مذاہب کی تفصیلات کیا ہیں؟

۳- رسول اللہ ﷺ نے بدو صلاح سے پہلے درخت میں لگے ہوئے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا، لیکن بدو صلاح سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے ہے، تو اس کی بھی وضاحت فرمائیں۔

۴- پھل کی مختلف کیفیتوں کے اعتبار سے درخت پر لگے ہوئے پھلوں کی حسب ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں:

الف- پھل آنے سے پہلے ان کو فروخت کر دیا جائے؛ خواہ اسی سال کے پھل یا آئندہ سالوں کے بھی۔

ب- باغ کے کچھ درختوں میں پھل آگئے اور کچھ درختوں میں نہیں آئے۔

ج- پھل نکل آئے لیکن قابل استعمال نہیں ہوئے۔

۵- پھر اگر پھل تیار نہیں ہوں تو اس کو فروخت کرنے کی تین شکلیں ہو سکتی ہیں:

الف-فریقین میں یہ بات طے پائی کہ پھل ابھی جس حالت میں ہے اسی حالت میں خریدار پھل کو توڑ لے گا۔

ب- طے پایا کہ پھل کے تیار ہونے تک یہ پھل درخت ہی پر لگا رہے گا۔

ج- نہ خریدنے کے بعد فوراً پھل توڑنے کی بات طے پائی ہو اور نہ درخت پر باقی رہنے کی۔

ان مختلف صورتوں میں درخت میں لگے ہوئے پھل کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہوگا؟

۶- کیا اس بات کی گنجائش ہے کہ خریدار پھل خرید کرلے اور پھل توڑنے کی مدت تک درخت کو کرایہ پر لے لے۔

۷- ان تمام صورتوں کے علاوہ اس بارے میں اگر کوئی اور صورت آپ کے علم میں ہو تو اس کو شامل کرتے ہوئے جواب عنایت فرمائیں۔

۸- بیع سلم کی شرطوں کے متعلق ائمہ کے درمیان جو اختلاف ہے، ہمارے یہاں مروج شکلوں میں کیا اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، واضح رہے کہ ہمارے بعض اکابر ارباب افتاء نے کچھ مروج صورتوں میں بیع سلم کی مختلف فیہ شرطوں کے حوالہ سے رخصت وگنجائش کا تذکرہ کیا ہے۔

مثلاً حضرت تھانویؒ نے گنے کی خرید وفروخت کے معاملہ میں میعاد مقرر پر پائے جانے کی ضرورت کے مواقع میں اجازت دی ہے (امداد الفتاوی جلد سوم/ص ۱۰۶ طبع زکریا قدیم)، اور مفتی رشید احمد صاحب نے بیع قبل ظهور الاثمار والأزہار میں ابتلاء عام کی صورت میں امام مالک کے مذہب پر جواز کا تذکرہ کیا ہے (احسن الفتاوی ۶/ ۴۸۷-۴۸۹ نیز مابعد)۔

☆☆☆

سوالنامہ:

خواتین کا محرم کے بغیر سفر

یہ بات محتاج اظہار نہیں کہ اللہ تعالی نے انسان کو جن امتیازات سے نوازا ہے، ان میں ایک عفت و پاکدامنی ہے؛ اسی لئے شریعت میں نکاح کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے، اور ایسے تمام مواقع سے دور رہنے کو کہا گیا ہے، جو انسان کو فتنے میں مبتلا کر سکتے ہوں اور جن کی وجہ سے آدمی جوہر عفت سے محروم ہو جائے، یہ حکم یوں تو مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ہے؛ لیکن چونکہ عورتیں جسمانی طور پر کمزور ہوتی ہیں، اس لئے ان کے تحفظ کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔

ان ہی تدابیر میں سے ایک یہ ہے کہ خواتین شوہر یا محرم مرد کی رفاقت کے بغیر لمبا سفر نہیں کریں، خود نبی کریم ﷺ نے اس کی ہدایت دی ہے، موجودہ دور میں ہوائی جہاز کے ذریعہ طویل سفر دو چار گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے، اس میں حکومت اور ایئر لائنس کی طرف سے حفاظت کا معقول نظم ہوتا ہے اور اگر ایئر لائنز والوں سے کہا جائے کہ انہیں یہاں سوار کر کے فلاں جگہ بحفاظت اتارا جائے اور اس مسافر کو ان کے ان رشتہ داروں کے حوالہ کر دیا جائے جو ان کے استقبال کے لئے اس دوسری جگہ پر آئے ہوں تو ایئر لائنس اس کا خصوصی انتظام کرتی ہے، نیز حج وعمرہ پر جانے والی خواتین کے لئے پہلے سعودی حکومت کی طرف سے یہ پابندی تھی کہ وہ محرم کے ساتھ ہی سفر کریں، اس لئے حکومت ہند بھی اس کی پابندی کرتی تھی، لیکن اب سعودی عرب کی طرف سے اس کا لزوم ختم کر دیا گیا ہے، ان حالات میں درج ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

۱- خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں سفر شرعی کی مسافت، حکم کی بنیاد ہے یا تین شب و روز کی مدت؟

۲- سفر میں محرم کے ساتھ کی شرط ہونے کے سلسلہ میں فقہاء کے کیا مذاہب ہیں اور اگر محرم ساتھ نہ ہو، لیکن ثقہ عورتوں کی ایک جماعت ساتھ ہو تو کیا اس کو کافی قرار دیا جا سکتا ہے؟

۳- اگر محفوظ نظام سفر ممکن ہو، مثلاً کوئی شخص ریاض میں رہتا ہو اور وہ اپنی بیوی کو ہندوستان سے وہاں بلانا چاہتا ہو تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اس عورت کو دہلی سے اس کے محرم رشتہ دار سوار کرا دیں اور ریاض میں اس کا شوہر ایئر پورٹ آکر اسے لے لے؟

۴- اگر کوئی عورت عمرہ کی بہت مشتاق ہو اور اس کے شوہر کی وفات ہو گئی ہو، کوئی محرم رشتہ دار ساتھ چلنے کو تیار نہ ہو یا وہ اتنے اخراجات ادا کرنے کی متحمل نہ ہو تو کیا عمرہ پر جانے والی دوسری خواتین کے ساتھ مل کر وہ عمرہ کے لئے جا سکتی ہے؟

۵- سفر حج کے لئے محرم کی شرط کی کیا حیثیت ہے اور اس بارے میں ائمہ کا کیا اختلاف ہے؟

۶- مالی استطاعت کے اعتبار سے ایک عورت پر حج فرض ہے، لیکن کوئی محرم میسر نہیں ہے، جس کو وہ اپنے ساتھ لے جائے، یا اتنی استطاعت نہیں ہے کہ وہ اپنے علاوہ ایک اور شخص کے اخراجات کو برداشت کر سکے، ایسی صورت میں وہ حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے حج کے لئے جا سکتی ہے؟

۷- محرم یا شوہر کے ساتھ رہنے کی شرط عورت کو فتنہ سے بچانے اور بہ وقت ضرورت مدد حاصل کرنے کے لئے ہے، لیکن معمر خواتین کے حق میں فتنہ کا اندیشہ کم ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں کیا ان کے لئے اس شرط میں نرمی کا پہلو اختیار کیا جا سکتا ہے؟ اور اگر اختیار کیا جا سکتا ہے تو کیا اس کے لئے کسی خاص عمر کی حد مقرر کی جا سکتی ہے؟

☆☆☆

سوالنامہ:

رویت ہلال سے متعلق چند اہم مسائل

اسلام نے متعدد عبادات اورشرعی احکام کوقمری ماہ وسال سے وابستہ کیا ہے،اورقمری ماہ کے آغاز کا مدار ہلال کی بصری رویت پر رکھا ہے،خصوصاً روزہ جیسی اہم ترین اسلامی عبادت کا آغاز واختتام،اسی طرح دونوں اسلامی تہواروں عیدالفطر اورعیدالاضحیٰ (جن کی حیثیت اصلاً عبادت کی ہے) کی ادائیگی بھی قمری ماہ وتاریخ سے وابستہ ہے،اس لئے رویت سے متعلق قدیم وجدید سوالات کا شرعی حل ایک اسلامی فریضہ ہے،جو بابصیرت اور دقیق النظر علماء اور اصحاب افتاء پر عائد ہوتا ہے،رویت ہلال کے بارے میں کچھ اہم اور بنیادی مسائل پر علماء کی طرف سے متفقہ رائے نہ ہونے کی وجہ سے بعض اوقات مسلمانوں میں انتشار پیدا ہوجاتا ہے،جس سے روزہ جیسی اہم عبادت اور عیدالفطر وعیدالاضحیٰ کی پرمسرت تقریبات متاثر ہوتی ہیں،ذرائع ابلاغ کی نئی ایجادات اور بعض علاقوں میں نظام قضاء کے فقدان کی وجہ سے بھی بہت سے نئے مسائل پیدا ہوگئے ہیں،لہذا اس سلسلہ میں چند بنیادی سوالات اصحاب علم وتحقیق اور علماء وفقہاء کی خدمت میں اس امید کے ساتھ پیش کئے جارہے ہیں کہ آپ حضرات ان سوالات پر واضح اور مدلل جواب تحریر فرمائیں گے۔

واضح رہے کہ اکیڈمی کے ساتویں فقہی سمینار (منعقدہ جنوری ۱۹۹۵ء، بمقام دارالعلوم ماٹلی والا بھروچ، گجرات) میں بھی ایک موضوع رویت ہلال کا تھا،مگر حالات کے تحت اس موضوع پر مزید غور وخوض کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی،اب حالات کو دیکھتے ہوئے اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے ۲۹ ویں فقہی سمینار کا ایک موضوع یہ بھی رکھا گیا ہے۔

۱-الف: مطلع کسے کہتے ہیں؟ اس کے اصطلاحی مفہوم کو واضح کریں،اس ضمن میں مطلع کے حدود پر بھی روشنی ڈالی جائے اور موجودہ تحقیقات پر گفتگو کرتے ہوئے اپنی واضح رائے تحریر فرمائیں۔

ب- ہندوستان بشمول پاکستان وبنگلہ دیش کا مطلع محققین علماء ہندوپاک کے نزدیک ایک ہے،جبکہ بعض علاقوں میں بلندی کی سطح کافی مختلف ہے،اور بعض علاقے ساحلی سمندر پر دور تک آباد ہیں،اور بسا اوقات ساحلی پٹیوں پر آباد علاقے (جیسے کیرالا)،اسی طرح پاکستان کے بعض مغربی حصوں میں پہلے رویت ہوجاتی ہے،جبکہ ہندوپاک کے اکثر علاقوں میں رویت نہیں ہوتی تو کیا یہ علاقے ہندوپاک کے عام مطلع وحکم سے الگ ہیں؟

ج- ایسے علاقوں میں رویت ہوجانے پر ملک کے بقیہ حصوں کے لئے کیا حکم ہوگا؟ بقیہ علاقے اپنے مطلع کے لحاظ سے رویت پر عمل کریں گے، یا اس کی گنجائش ہوگی کہ یہ خاص علاقے (کیرل وغیرہ) چونکہ ملک کا ہی ایک حصہ ہیں،تو وہاں ہونے والی رویت کا اعتبار کرلیں؟

د- جن علاقوں کا مطلع ایک ہے تو اگر کسی حصہ میں ۲۹ تاریخ کو رویت ہلال کا ثبوت ہوجائے اور اس کا اعلان بھی کردیا جائے تو ملک کے دوسرے خطہ کے مسلمانوں پر کیا یہ لازم ہے کہ وہ اس اعلان کے مطابق عمل کریں یا اپنے مقامی قاضی اور جہاں نظام قضاء نہ ہو وہاں کی رویت ہلال کمیٹی کے فیصلہ کا انتظار کریں؟ اور کیا دوسرے خطے کے قاضی یا رویت ہلال کمیٹیاں اس اعلان کی پابند ہیں؟

۲- ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اکثر موسم کا فرق رہتا ہے،اور فضا میں ابر،گرد وغبار یا مختلف طرح کی کثافت کے اعتبار سے بھی ان کے مابین فرق ہے،اس لئے قمری مہینے کی ۲۹/تاریخ کو ہر جگہ مطلع یکساں صاف یا گرد آلود نہیں رہتا ہے تو:

الف- کیا رویت کے لئے فلکیاتی حساب سے مدد لی جاسکتی ہے؟ تاکہ یہ معلوم ہو کہ آج افق پہ چاند کی بصری رویت کا امکان ہے یا نہیں؟

ب- اگر کسی خطہ میں فلکیاتی حساب سے قمری ماہ کی ۲۹/تاریخ کو چاند کی بصری رؤیت کا امکان نہ ہو اور اس کے باوجود اس خطہ سے رؤیت ہلال کی شرعی شہادت ملتی ہے تو کیا اسے قبول کیا جائے گا، یا یہ کہہ کر کہ ان کو غلط فہمی ہوئی ہے، شہادت رد کردی جائے گی، جیسا کہ بعض قدیم وجدید علماء کا نقطۂ نظر ہے۔

ج- چاند کی رؤیت کے لئے کیا محکمہ موسمیات سے مدد لی جاسکتی ہے؟ یعنی اس علم کے لئے کہ آج مطلع صاف ہے یا گرد آلود وکثافت زدہ ہے اور چاند کی رؤیت ممکن ہے یا نہیں؟

د- مطلع صاف نہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ کیا صرف ابر کی وجہ سے مطلع کو متاثر مانا جاتا ہے یا اس کے دوسرے اسباب بھی ہوتے ہیں، اور اگر دوسرے اسباب بھی ہیں تو وہ کیا ہوسکتے ہیں؟

ہ- اگر ۲۹/شعبان کو مطلع ابر آلود ہو اور ایک شخص کی شہادت کی بناء پر قاضی نے آغاز رمضان کا اعلان کردیا ہو، اس کے بعد رمضان کی ۳۰/تاریخ مکمل ہوچکی ہو، ۳۰/رمضان کی شام کو موسم بالکل صاف ہو اور عید کا چاند دیکھنے کی بہت کوشش کے باوجود کسی کو عید کا چاند دکھائی نہ پڑا ہو تو کیا اگلے دن کو عید الفطر کا دن قرار دے کر عید منائی جائے گی؟ یا یہ سمجھا جائے گا کہ جس فرد واحد نے رمضان کے چاند کی گواہی دی تھی اسے مغالطہ ہوا یا اس نے غلط بیانی سے کام لیا، لہذا اگلے دن کو رمضان کی ۳۰/تاریخ قرار دے کر روزہ رکھنے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

۳-الف: رمضان وعیدین کے ثبوت کے لئے جبکہ مطلع صاف ہو تو کتنے افراد کے چاند دیکھنے کی شہادت کافی ہوگی؟ چاند دیکھنے والوں کے لئے عدل کا وہ معیار ضروری ہے جو فقہاء نے عام طور پر لکھا ہے؟ یا موجودہ دور میں اتنا کافی ہے کہ چاند دیکھنے والا معاشرہ میں جھوٹا نہیں سمجھا جاتا اور صوم وصلوۃ کا پابند ہے؟ اور کیا مستور الحال کی شہادت معتبر ہوگی؟

ب- چاند دیکھنے والوں کے لئے کیا قاضی کے پاس جاکر یا جہاں نظام قضاء نہ ہو وہاں کے مقامی علماء یا رؤیت ہلال کمیٹی کے ذمہ دار کے پاس شہادت دینا ضروری ہے؟ چاند دیکھنے والوں کا بیان اصولی طور پر شہادت ہے یا خبر؟ اگر شہادت ہے تو کیا اس کے لئے شہادت اور مجلس قضا اور شہادت کی دیگر شرائط کا پایا جانا ضروری ہے؟

ج- چاند دیکھنے والوں کے لئے کیا فوری طور پر شہادت دینا ضروری ہے؟ اگر چاند دیکھنے کے بعد چند گھنٹوں کی تاخیر یا ایک دن یا اس سے زائد کی تاخیر کے بعد شہادت دے تو کیا ان کی شہادت قبول کی جائے گی یا رد کردی جائے گی؟ خصوصاً جبکہ رمضان وعید الفطر کے موقع پر تاخیر سے اعلان کی صورت میں مسلمانوں کے مابین شدید اختلاف وانتشار پیدا ہوجاتا ہے۔

۴-الف: صوبہ بہار واڑیسہ اور ملک کے دیگر صوبوں میں جہاں نظام قضا موجود ہے، اگر وہاں کا قاضی چاند کا ثبوت ملنے کے بعد اعلان کرتا ہے تو کیا اس کے حلقہ قضاء کے تمام مسلمانوں کے لئے اس اعلان پر عمل ضروری ہوگا یا نہیں؟

ب- قاضی کی طرف سے اگر ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعہ متعینہ الفاظ میں اعلان ہوتا ہے تو اس کا اعلان، اعلان سلطان کے حکم میں ہوگا یا نہیں؟

ج- ہندوستان اور اس جیسے ملکوں میں اگر صوبہ کے قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی نے شرعی اصولوں کی روشنی میں رؤیت کا اعلان کیا تو کیا یہ صرف اس صوبہ کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہوگا یا پورے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے، یعنی دوسرے علاقہ کے مسلمانوں کے حق میں وہ محض ایک خبر ہے یا اس کے حق میں بھی اعلان سلطان کا درجہ رکھتا ہے؟

د- ریڈیو سے رؤیت ہلال کے اعلان کے معتبر ہونے کے لئے کیا معلن کا مسلمان ہونا ضروری ہے؟ یا کوئی بھی شخص اعلان کرے، اگر تجربات سے تصدیق ہوتی ہے کہ یہ شخص قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی کی طرف خبر کی صحیح نسبت کیا کرتا ہے، تو کیا اس پر اعتماد کر لینا کافی ہے؟

۵-الف: بعض علاقوں میں بالعموم مطلع ابر آلود رہتا ہے، اور بہت کم چاند کی رؤیت ۲۹ر تاریخ کو ممکن ہوتی ہے، جیسے برطانیہ وغیرہ، کہ سال کے کچھ یا اکثر مہینوں میں وہاں چاند ۲۹ر تاریخ کو نظر ہی نہیں آتا تو کیا ایسی جگہوں میں ہمیشہ ۳۰ر دن کا مہینہ شمار کرکے رمضان و عیدین کا فیصلہ کیا جائے؟

ب- اگر مہینہ ۳۰ر دن کا شمار کیا جاتا ہے تو سال کے دنوں میں دیگر ممالک اسلامیہ کے حساب سے ہفتہ دس دنوں کا فرق پڑ جاتا ہے، اور چار سال میں ایک مہینے کا فرق ہو جاتا ہے، تو کیا ایسی جگہوں میں چاند کی رؤیت کے لئے ماہرین فلکیات کے قول پر اعتماد کیا جائے؟ یا دیگر ممالک میں رؤیت ہلال کے اعلان پر عمل کیا جائے؟

ج- ملک کے چند شہروں یا صوبوں کی رؤیت ہلال کمیٹی کے ذمہ داران کی طرف سے رؤیت کے ثبوت کا فیصلہ ہو جانے پر ان جگہوں کے ریڈیو اسٹیشن ان کی طرف سے رؤیت کا جو اعلان کرتے ہیں دوسرے علاقوں کے ذمہ داران کس حد تک ان اعلانات پر اعتماد کر سکتے ہیں؟ کیا ان اعلانات کی بنیاد پر وہ رؤیت کا ثبوت مان کر اپنے علاقوں میں اعلان کر سکتے ہیں؟ اور اس کے لئے کیا کم از کم تین جگہوں کا اعلان درکار رہوگا؟

د- ایک صوبے میں رؤیت کا ثبوت نہیں ہوتا اور اس صوبے سے متصل یا ملک کے مختلف صوبوں سے باوثوق ذرائع کے ساتھ رؤیت کی خبر ملتی ہے تو کیا اس کو استفاضہ خبر مانتے ہوئے اس صوبے میں بھی رؤیت کا اعتبار کیا جا سکتا ہے؟

۶-الف: رؤیت عامہ کی صورت میں تو حکم واضح ہے لیکن کسی علاقے، صوبے اور شہر وغیرہ میں عام رؤیت نہ ہو یا مطلق رؤیت کا ثبوت نہ ہو اور دوسرے قریبی مقامات میں رؤیت ہوتی ہے، تو رؤیت کے اعلان کا حق اور اس کی ذمہ داری کس پر ہوگی؟

ب- ایسی صورت حال میں رؤیت کے فیصلہ واعلان کیلئے کوئی بھی عالم ومفتی مجاز ہے، یا یہ کہ انفرادی واجتماعی طور پر (کمیٹیوں وغیرہ) کی شکل میں جو لوگ ذمہ دار سمجھے جاتے ہیں اور عوام وخواص اس مسئلہ میں ان سے رجوع کرتے ہیں، وہ ذمہ دار ہیں، اور یہ انہیں کا حق ہے؟

ج- جہاں رؤیت کے فیصلہ واعلان کا کوئی نظام موجود ہے، وہاں اس سے الگ ہٹ کر اگر کوئی اعلان کیا جائے خواہ کسی فرد کی طرف سے ہو یا ادارہ کی طرف سے تو اس کا کیا حکم ہوگا، اور کیا اس کا اعتبار کرتے ہوئے روزہ رکھنا یا عید کرنا درست ہوگا؟

د- غیر مجاز لوگوں کی طرف سے اعلان کی صورت میں روزہ نہ رکھنے والوں اور بالخصوص روزہ توڑ دینے والوں کے لئے کیا حکم ہوگا؟ وہ صرف قضا کریں گے یا ان پر کفارہ بھی عائد ہوگا؟

۷-الف: ایک شہر وصوبے میں ایک سے زائد ایسے نظام کا ہونا کیا حکم رکھتا ہے؟ جبکہ بسا اوقات اختلاف وانتشار کی نوبت آتی ہے تو ایسے اداروں کا کیا حکم وفرض بنتا ہے تاکہ اختلاف وانتشار سے بچا جا سکے۔

ب- ہندوستان کے تمام علاقوں کا مطلع ایک ہے اور پورے ملک کی سطح پر کام کرنے والا یا اعتماد رکھنے والا کوئی ادارہ موجود نہیں ہے، ایسی صورت میں ملک کے مختلف اداروں کے درمیان اتفاق وارتباط کی کیا شکل ہو سکتی ہے، تاکہ باہمی اتفاق کے ساتھ ملکی پیمانے پر ایک فیصلہ واعلان سامنے آئے اور انتشار سے بچا جا سکے۔

۸- یہ بات ظاہر ہے کہ چاند کے طلوع وغروب کے اوقات سے مطلع ہونے کے سلسلہ میں ’’علم فلکیات‘‘ کو بھی خصوصی اہمیت حاصل ہے، اس پس منظر میں ان سوالات کا جواب مطلوب ہے:

الف: جن ملکوں میں عام طور پر آسمان ابر آلود نہیں رہتا اور آنکھوں سے چاند کی رؤیت ہوجاتی ہے، کیا ایسے علاقوں میں اگر کبھی مطلع صاف نہ ہو اور کھلی آنکھوں سے چاند نہیں دیکھا جاسکے تو کیا ماہرین فلکیات کی رائے پر رؤیت کو قبول کیا جاسکتا ہے۔

ب: جن ملکوں میں مطلع عمومی طور پر ابر آلود ہوتا ہے جیسا کہ بہت سے مغربی ملکوں کی صورت حال ہے، تو کیا وہاں ماہرین فلکیات کی رائے پر عمل کرنے کی گنجائش ہے؟

ج: اگر کسی تاریخ کے بارے میں ماہرین فلکیات کی رائے ہو کہ آج افق پر چاند قابل رؤیت نہیں، اور سائنسی اعتبار سے رؤیت ممکن ہی نہیں ہے، تو اگر اس دن رؤیت کی شہادت دی جائے تو اس کو خلاف واقعہ سمجھ کر رد کیا جاسکتا ہے؟ یہ شہادت خبر واحد کی شکل میں ہو تو کیا حکم ہوگا اور خبر مستفیض کی شکل میں ہو تو کیا حکم ہوگا؟

☆☆☆

سوالنامہ:

سدّ ذریعہ-ایک اہم اصول

الحمد لله رب العالمین والصلاۃ والسلام علی خاتم الأنبیاء والمرسلین وعلی آله وصحبه أجمعین۔ أما بعد!

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا یہ طریقۂ کار رہا ہے کہ وہ اپنے فقہی سمیناروں میں وقتاً فوقتاً بعض اصولی موضوعات بھی زیر بحث لاتی ہے، اوران پر سوالنامہ مرتب کر کے علماء واصحاب افتاء کو بحث وتحقیق کی دعوت دیتی ہے، اور کچھ بنیادی فیصلے کرتی ہے؛ کیونکہ ان اصولی موضوعات کا مطالعہ مسائل کو حل کرنے میں مدد دیتا ہے، اورمختلف نئے پیش آمدہ مسائل پر ان کی تطبیق فقہ اسلامی کے دائرے کو وسیع کرتی ہے اور صحیح رائے قائم کرنے میں مدد دیتی ہے۔

اس سے پہلے اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے مختلف سمیناروں میں جو اصولی موضوعات زیر بحث آچکے، اوران پر فیصلہ آچکا ہے، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔فقہی اختلاف کی شرعی حیثیت۔

۲۔ضعیف حدیث کے احکام۔

۳۔شریعت میں ضرورت وحاجت کی رعایت اوراس کے حدود۔

۴۔شریعت میں عرف وعادت کا اعتبار اوراس کے اصول وقواعد۔

۵۔احکام شرعیہ پر جہل (ناواقفیت) کے اثرات۔

انتیسویں فقہی سمینار (جوان شاءاللہ تعالی دارالعلوم وقف دیوبند میں منعقد ہوگا) کیلئے جوموضوعات طے کئے گئے ہیں، ان میں سے ایک اصولی موضوع ”سد ذریعہ“ ہے، جس کے بارے میں درج ذیل سوالنامہ پیش خدمت ہے، امید ہے کہ آپ اس سوالنامے کوغور سے پڑھیں گے اور تفصیل وتحقیق سے سوالنامے میں اٹھائے گئے سوالات پر روشنی ڈالیں گے، خاص طور سے اس بات کی وضاحت فرمائیں گے کہ سد ذریعہ کا اصول کن نئے مسائل کے حل میں مفید اور کارگر ثابت ہوسکتا ہے؟

تمہید:

اہل علم وافتاء کے لئے یہ بات محتاج بیان نہیں ہے کہ شریعت کے بہت سے منصوص احکام بھی سد ذریعہ پر مبنی ہیں، جو چیزیں شریعت میں اصلاً جائز ہیں، لیکن وہ کسی بڑے مفسدہ اور ضرر کا باعث بنتی ہیں، شریعت ان پر پابندی لگادیتی ہے، اس کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ معبودان باطل کو برا بھلا کہنا اصلاً ممنوع نہیں ہے، لیکن چونکہ انہیں سب وشتم کرنے میں اس کا پورا اندیشہ ہے کہ ان کے پرستار ردعمل کی نفسیات کا شکار ہوکر اللہ جل شانہ کو سب وشتم کرنے لگیں، اس لئے معبودان باطل کو سب وشتم کرنے سے قرآن شریف میں منع کیا گیا ہے۔

”ولا تسبّوا الذین یدعون من دون الله فیسبّوا الله عدواً بغیر علم، کذلک زیّنّا لکل أمة عملهم ثم إلی ربّهم مرجعهم فینبّئهم بما کانوا یعملون“(سورۃ الانعام/۱۰۸)۔

سدّ ذریعہ کی ایک دوسری مثال یہ ہوسکتی ہے کہ جب منافقین کی بعض گھناؤنی حرکتوں پر حضرت عمر فاروقؓ نے یہ اجازت چاہی کہ انہیں ہم قتل کردیں، تو رسول اکرم ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے منع کیا کہ اگر ہم انہیں قتل کریں گے تو یہ بات مشہور ہوجائے گی کہ ''محمد'' اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں، اس سے بچنے کے لئے آپ ﷺ نے منافقین کو قتل کرنے سے منع کیا، حالانکہ ان کے گھناؤنی اور سازشی اعمال انہیں قتل کا مستحق بنا چکے تھے۔

حدیث وسیرت سے سدّ ذریعہ کی ایک تیسری مثال یہ دی جاسکتی ہے کہ اہل قریش نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جب خانہ کعبہ کی تعمیر کی تو مالی تنگی کی وجہ سے خانہ کعبہ کا ایک حصہ اس میں شامل نہیں کیا، جو حطیم کے نام سے معروف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمہاری قوم ابھی نئی نئی اسلام لائی ہے تو میں خانہ کعبہ کو منہدم کرکے دوبارہ اس کی تعمیر حضرت ابراہیمؑ کی بنیاد پر از سر نو کرتا اور حطیم کو کعبہ میں شامل کرتا، ظاہر ہے کہ بناء ابراہیمی پر کعبہ کی تعمیر نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس خیال سے اس کام کو انجام نہیں دیا کہ کہیں قریش کے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوجائے کہ ہمارے باپ دادا کی تعمیر کو منہدم کیا جارہا ہے، اور اس سے خدانخواستہ دل میں کوئی کدورت پیدا ہو جو ان کے ایمان کو متاثر کردے۔

خلاصہ یہ ہے کہ منصوص احکام میں بہت سے احکام کی بنیاد سد ذریعہ ہے، اب غور یہ کرنا ہے کہ غیر منصوص مجتہد فیہ احکام میں فقہاء نے سد ذریعہ کا استعمال کس حد تک کیا ہے، اور مصادر شریعت میں اس کا شمار کیا ہے یا نہیں؟ اصل اور قاعدے کی حیثیت سے اس کو کیا اہمیت دی ہے اور نئے مسائل کے حل میں ہم ان سے کس حد تک مدد لے سکتے ہیں، اس پس منظر میں درج ذیل سوالات قائم کئے جاتے ہیں:

۱- ذریعہ اور سدّ ذریعہ کی لغوی اور شرعی حقیقت کیا ہے؟

۲- ذریعہ اور سبب میں کیا فرق ہے؟

۳- سدّ ذرائع کی حجیت کے بارے میں مختلف ائمہ فقہ کے مسالک اور ان کے دلائل کی نشاندہی فرمائیں؟

۴- اہل اصول اور فقہاء نے ذرائع کے جو مختلف درجات مقرر کئے ہیں ان پر روشنی ڈالیں؟ اور اس سلسلہ میں ان کے مختلف رجحانات کی تشریح کریں؟

۵- اگر ائمہ اربعہ میں سے ہر ایک کے یہاں سدّ ذریعہ کسی نہ کسی درجہ میں حجت ہے تو ہر فقہ سے اس کی چند مثالیں بھی پیش کریں؛ تاکہ واضح ہو کہ کس طرح کے مسائل میں اس اصول کا استعمال کیا جائے گا؟ خاص طور سے فقہ حنفی میں سد ذریعہ کے استعمال پر تفصیلی گفتگو کریں۔

۶- بعض اہل اصول نے فتح ذرائع کا موضوع بھی چھیڑا ہے خاص طور سے امام قرافی مالکی نے، اس کے بارے میں بھی اپنی تحقیق اور خلاصۂ بحث لکھیں؟

۷- دور حاضر کے کن مسائل میں سد ذریعہ کا اصول فیصلہ کن یا مؤثر کردار ادا کرسکتا ہے، ایسے چند نئے مسائل کی نشاندہی کریں جن میں سد ذریعہ کا قاعدہ استعمال میں لایا جاسکتا ہے؟

۸- بعض معاصر فقہاء کی رائے ہے کہ جس طرح سدّ ذریعہ کو سرے سے نظر انداز کرنا اور شرعی مسائل کے حل میں اس کا استعمال نہ کرنا درست نہیں ہے، اسی طرح سدّ ذریعہ کے استعمال میں غلو بھی درست نہیں ہے، اور اس سے بہت سے مفاسد پیدا ہوئے ہیں، اس سلسلہ میں اپنی تحقیق اور رائے قلمبند کریں؟

☆ ☆ ☆

تجاویز:

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کا ۲۹واں فقہی سمینار ریاست تلنگانہ کے دار السلطنت اور تاریخی، تہذیبی، علمی اور ادبی شہر حیدر آباد کے مشہور ومعروف تحقیقی ادارہ المعہد العالی الاسلامی میں مؤرخہ ۱ تا ۲/ اکتوبر ۲۰۲۱ء کو منعقد ہوا، اکیڈمی کا ۲۹واں فقہی سمینار ۲۰۱۹ء کے اواخر میں ہونا تھا لیکن بعض وجوہات اور رکاوٹوں کی وجہ سے منعقد نہیں ہوسکا، اور پھر کورونا کی وجہ سے ۲۰۲۰ء میں بھی سمینار کا انعقاد ممکن نہ ہوسکا، اب یہ ۲۰۲۱ کا سال بھی اپنے اختتام کو ہے، لہٰذا یہ مناسب سمجھا گیا کہ دونوں سمیناروں کو ایک ساتھ منعقد کیا جائے، مختلف اداروں سے رابطہ کے بعد المعہد العالی الاسلامی کے ذمہ داروں نے ہمت کی اور اس کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے یہاں دونوں سمیناروں کو ایک ساتھ منعقد کرنے کی حامی بھر لی، بلا شبہ یہ ادارہ صوری ومعنوی ہر لحاظ سے اسلامک فقہ اکیڈمی کے سمینار کے لئے مناسب تھا، چنانچہ متعینہ تاریخوں میں یہ دونوں سمینار منعقد ہوئے۔ اس سمینار میں ملک کے اہم اداروں مثلاً دار العلوم دیوبند، دار العلوم وقف دیوبند، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، امارت شرعیہ پٹنہ کے علاوہ ریاستہائے گجرات، مہاراشٹر، تلنگانہ، آندھرا پردیش، جھارکھنڈ، اتر پردیش، بہار، کیرالا سے سے تقریباً ایک سو سے زائد ارباب علم ودانش شریک ہوئے۔

۲۹ویں سمینار میں چار موضوعات زیر بحث آئے، جن پر بحث ومناقشہ ہوا، اور درج ذیل تجاویز متفقہ طور پر منظور کی گئیں:

۱- باغات میں پھلوں کی خرید وفروخت:

۱- باغ کے پھل کو سال دو سال یا اس سے زائد مدت تک کے لئے پیشگی فروخت کردینے کو ''بیع معاومہ'' اور ''بیع سنین'' کہا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع معاومہ اور بیع سنین سے منع فرمایا ہے؛ لہٰذا اس طرح کی بیع درست نہیں ہے۔

۲- درخت پر پھل سرے سے ظاہر ہی نہیں ہوا ہو تو یہ بیع ناجائز ہے۔

۳- درخت پر پھل ظاہر ہو چکا ہے تو اس کی بیع درست ہے۔

۴- اگر درخت پر بور (پھول) آچکے ہوں تو اس کی بیع بھی درست ہے۔

۵- باغ کے اکثر درختوں میں پھل آگئے ہوں تو تمام درختوں کے پھلوں کی بیع درست ہے۔

۶- دفعہ نمبر: ۳، ۴، ۵ میں اگر باہمی رضامندی سے پھل پکنے تک چھوڑے رکھیں تو بھی وہ پھل خریدار کے لئے حلال ہے۔

۷- زمین کے بغیر صرف درختوں کا اجارہ درست نہیں ہے۔

۸- البتہ اگر یہ صورت اختیار کی جائے کہ باغ کی زمین کو اس کے درختوں کے ساتھ کرایہ پر لے لیا جائے تو یہ درست ہے۔

۹- باغات کی خرید وفروخت میں بہتر یہ ہے کہ پھل جب تک کھانے کے قابل نہ ہوجائے، اس کی بیع نہ کی جائے۔

۲- خواتین کا محرم کے بغیر سفر:

۱- خواتین کے سفر کے لئے محرم کی شرط کا مدار فتنہ پر ہے خواہ مسافت قصر کے بقدر مسافت ہو یا اس سے کم مسافت ہو، اس لئے اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو سفر شرعی کی مسافت سے کم کا سفر بھی کسی خاتون کے لئے بغیر محرم کے جائز نہ ہوگا؛ البتہ نماز کے قصر واتمام کا مدار مسافت

شرعی کے سفر پر ہوگا۔

۲- عام حالات میں کوئی عورت سفر شرعی کی مسافت کا سفر تنہا نہ کرے، اگر چہ بظاہر محفوظ نظام سفر ممکن ہو؛ البتہ اگر کوئی اہم ضرورت درپیش ہو اور شوہر یا محرم کی رفاقت ممکن نہ ہو تو محفوظ نظام سفر کے ساتھ سفر کی اجازت ہے۔

۳- چوں کہ عمرہ اور حج کا سفر طویل ہوتا ہے اور کئی دنوں کا ہوتا ہے، اس پوری مدت میں عورت کو کسی مرد کی مدد کی ضرورت پڑتی رہتی ہے، جو بغیر شوہر یا محرم کے پوری نہیں ہوسکتی ہے، شرعی قباحتوں سے بچنا بہت مشکل ہے، اس لئے بغیر شوہر یا محرم کے محض ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ عورتوں کے لئے سفر عمرہ اور حج پر جانا جائز نہ ہوگا--- بوڑھی عورتوں کو تو اور زیادہ کسی مرد کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے، اس لئے ان کے لئے بھی بغیر محرم کے صرف ثقہ عورتوں کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

۴- کوئی عورت محرم کے موجود نہ ہونے یا محرم کے اخراجات سفر حج کی استطاعت نہ ہونے کی صورت میں بھی حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے سفر حج وعمرہ پر نہیں جاسکتی ہے۔

۵- البتہ دفعہ: ۳و ۴ میں سفر حج کی جو ممانعت مذکور ہے تو جن مسالک میں محرم وشوہر کے بغیر ثقہ عورتوں کے ساتھ بھی سفر حج کی اجازت ہے، ان مسالک کے لوگ اپنے مسلک کے مطابق عمل کر سکتے ہیں۔

۳- رؤیت ہلال سے متعلق چند اہم مسائل:

۱- پہلی تاریخ کو اُفق پر چاند کے نمودار ہونے کی جگہ کو مطلع کہتے ہیں، جن جگہوں میں عموماً چاند ایک ہی دن نظر آتا ہے ان کا مطلع شرعاً ایک مانا جائے گا، اور ایسی دو جگہیں جہاں عموماً چاند ایک دن پہلے یا بعد نظر آتا ہو تو ان کا مطلع شرعاً الگ مانا جائے گا۔

۲- جن علاقوں کا مطلع ایک ہے اگر ان کے کسی حصہ میں رؤیت ثابت ہوجائے تو ملک کے دوسرے خطے کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے مقامی قاضی یا ہلال کمیٹی کے اعلان کا انتظار کریں؛ البتہ مقامی قاضی اور ہلال کمیٹی کو چاہئے کہ شرعی ضابطے کے مطابق اطمینان کے بعد ہی کوئی فیصلہ کریں۔

۳- بصری رؤیت ممکن ہے یا نہیں، اور مطلع صاف رہے گا یا نہیں، اس کو جاننے کے لئے فلکیات وموسمیات کے ماہرین سے مدد لینے میں حرج نہیں ہے؛ البتہ ثبوت ہلال کا مدار بصری رؤیت پر ہوگا، فلکیاتی حساب پر نہیں۔

۴- اگر ۲۹ تاریخ کو فلکیاتی حساب سے بصری رؤیت ممکن نہ ہو تو شہادت قبول کرنے میں حد درجہ احتیاط لازم ہے۔

۵- مطلع کے صاف نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ زمین سے چاند دیکھنے میں کسی بھی قسم کی رکاوٹ حائل ہوجائے خواہ وہ ابر ہو یا گردوغبار یا ماحولیاتی کثافت وغیرہ۔

۶- مطلع صاف ہونے کی صورت میں چاند رمضان کا ہو یا عیدین کا، ایک بڑی تعداد کو چاند نظر آنا ضروری ہے۔

۷- ثبوت ہلال کے لئے موجودہ دور میں اتنا کافی ہے کہ چاند دیکھنے والا معاشرہ میں جھوٹا نہ سمجھا جاتا ہو، نیز فسق وفجور میں بدنام نہ ہو۔

۸- چاند دیکھنے والے کو چاہئے کہ جہاں قاضی رؤیت ہلال کا فیصلہ کرتا ہو، وہاں قاضی کے پاس اور جہاں رؤیت ہلال کمیٹی فیصلہ کرتی ہو، وہاں کمیٹی کے پاس جاکر شہادت دے؛ اس لئے کہ چاند کی رؤیت کا اہتمام اور اس کی شہادت بھی عبادت اور کار ثواب ہے۔

۹- جب قاضی اور رؤیت ہلال کمیٹی تک شہادت نہ پہنچے تو چاند دیکھنے والے پر فوری شہادت دینی ضروری ہے، بلاعذر اس میں تاخیر

درست نہیں۔

۱۰- جہاں قاضی یا رویت ہلال کمیٹی ثبوت ہلال کا فیصلہ کرتی ہے تو اس حلقہ کے تمام مسلمانوں کے لئے اس پر عمل ضروری ہے، دیگر علاقوں یا پورے ملک کے مسلمانوں پر وہ اعلان حجت نہیں ہوگا، جب تک کہ وہاں کے ذمہ دار اعلان نہ کریں۔

۱۱- ریڈیو، ٹیلی ویژن یا دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ قاضی یا رویت ہلال کمیٹی کے متعینہ الفاظ میں اسی کی طرف نسبت کرکے اعلان ہو تو یہ اعلان معتبر اور واجب العمل ہوگا، خواہ اعلان کرنے والا کوئی بھی ہو۔

۱۲- دائمی کثافت والے ملکوں میں ماہرین فلکیات کے حساب کو مدار بنانے کے بجائے ایسے قریبی ممالک کی رویت کا اعتبار ہوگا، جہاں عموماً مطلع معمول کے مطابق رہتا ہو۔

۱۳- ملک کے متعدد صوبوں میں رویت ہلال کا فیصلہ ہو جائے اور یہ خبر ایسے باوثوق ذرائع سے دوسرے صوبوں تک پہنچ جائے کہ عقلاً جھوٹ کا احتمال باقی نہ رہے تو اس خبر کو استفاضہ کے درجہ میں رکھ کر دوسرے صوبے کے قاضی یا ہلال کمیٹی بھی فیصلہ کرسکتے ہیں۔

۱۴- کسی صوبہ و شہر میں عام رویت یا مطلق رویت کا ثبوت نہ ہونے کی صورت میں جب کہ قریبی مقامات میں رویت ہو چکی ہو، اعلان کا حق قاضی یا ہلال کمیٹی کو حاصل ہے، ان کے نہ ہونے کی صورت میں یہ حق کسی ایسے عالم و مفتی کو ہوگا جس کی طرف لوگ دینی اُمور میں رُجوع کرتے ہوں، غیر مجاز لوگوں کی طرف سے کیا جانے والا اعلان معتبر نہ ہوگا۔

۱۵- غیر مجاز لوگوں کی طرف سے اعلان کی صورت میں اگر لوگ روزہ توڑ دیتے ہیں تو صرف قضاء لازم ہوگی۔

۱۶- ایک شہر یا صوبے میں ایک ہی ہلال کمیٹی ہونی چاہئے، متعدد ہونے کی صورت میں ان کا حتی الامکان باہمی تال میل اور موافقت ضروری ہے؛ تاکہ اُمت کو انتشار سے بچایا جاسکے۔

۱۷- یہ سمینار علماء، دینی و ملی تنظیموں اور ملت کی ذمہ دار شخصیتوں سے اپیل کرتا ہے کہ رویت ہلال کے سلسلے میں وہ ایک ایسی کمیٹی تشکیل دیں جو ملک کے تمام صوبوں میں قائم رویت ہلال کمیٹی اور چاند کا اعلان کرنے والے اداروں سے رابطہ کرکے معلومات حاصل کرے، اور شرعی اصولوں کی روشنی میں تحقیق کے بعد صوبائی کمیٹیوں اور اداروں کو اعتماد میں لیتے ہوئے ملک گیر سطح پر رویت ہلال کا اعلان کرے۔ کوشش کی جائے کہ اس میں تمام مسالک کے نمائندے شامل ہوں؛ تاکہ اختلاف و انتشار کی شکل پیدا نہ ہو۔

۱۸- یہ سمینار مدارس اسلامیہ سے اپیل کرتا ہے کہ گزشتہ ادوار کی طرح نصاب میں علم ہیئت کو ایک لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل کیا جائے اور اساتذہ و طلبہ کی اس پہلو سے تربیت کیلئے فنی ماہرین کے پروگرام بھی رکھے جائیں۔

۴- سدّ ذریعہ — ایک اہم اُصول:

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا جدید مسائل کو موضوع بحث بنانے کے ساتھ اُصولی موضوعات کو بھی زیر بحث لاتی ہے؛ تاکہ ان کی ایسی تنقیح ہو جائے کہ نئے پیش آمدہ مسائل پر ان کی مناسب تطبیق ہوسکے، اسی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے اکیڈمی نے اپنے ۲۹ ویں فقہی سمینار کا ایک موضوع ''سدّ ذریعہ'' بھی رکھا تھا، چنانچہ شرکاء کی آراء اور بحث و مناقشہ کے بعد اس سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں:

۱- وہ اُمور جو بذاتِ خود مباح ہوں لیکن کسی مفسدہ کا باعث بنتے ہوں ان کو ممنوع قرار دینے کا نام ''سد ذریعہ'' ہے۔

۲- ''سد ذریعہ'' شریعت میں معتبر ہے اور شریعت کے بہت سے احکام اس پر مبنی ہیں۔

۳- جن ذرائع کا معصیت تک متعدی ہونا یقینی ہو یا ظن غالب کے درجہ میں ہو وہ ناجائز ہیں، اور ان کی ممانعت پر بھی اتفاق ہے۔

۴- جن ذرائع کا حرمت تک متعدی ہونا ظن غالب کے درجہ میں نہ ہو؛ لیکن بکثرت ہو تو ان سے بھی اجتناب کیا جائے۔

۵- جن ذرائع کا معصیت تک متعدی ہونا نادر ہو وہ شرعاً مباح ہیں۔

٦- دورِ حاضر کے بہت سے مسائل میں ''سد ذریعہ'' کا اُصول بنیادی کردار ادا کرتا ہے، علماء اور اربابِ افتاء کو چاہئے کہ آج کے عصری مسائل میں اس سے کام لیں، مثلاً :

الف: تورق منظّم کا عدم جواز۔

ب: فحش مناظر دیکھنے کے لئے اینڈرائڈ موبائل، ڈی وی ڈی، وی سی آر اور ایل سی ڈی وغیرہ کے استعمال کا عدم جواز۔

✧ ✧ ✧